INKWELL INSIGHTS
IN SOCIAL AND RELIGIOUS STUDIES

Inkwell INNOVATIONS

Website: https://journals.inkwellliterature.com

Issue: 03 *(January – March 2025)* Receive Date: *Mach 30, 2025*

Volume: 01 ISSN: 3079-4625 (Print), 3079-4633 (Online)

https://journals.inkwellliterature.com/index.php/inkwell-insights-in-social /index

Title

غیر اسلامی تہذیبی اقدار و روایات اور سیرتِ نبوی ﷺ: ایک تحقیقی جائزہ

Non-Islamic Cultural Values and Traditions in the Light of the Prophetic Biography: A Research Analysis

Author's

Dr. Hafiz Shabbir Ahmad
Lecturer Islamiat Government Associate College Mustafa Abad Kasur
Email: hafiz.shabbir.ahmad.usmani@gmail.com Orcid: https://orcid.org/0009-0006-4665-6568

Malik Waqas
Lecturer Govt Associate College Mustafa Abad Kasur
Email: m.waqas1505@gmail.com

Yasir Ahmad
Lecturer Govt Associate College Mustafa Abad Kasur
Email: yasirfsd2016@gmail.com

Citation

Dr. Hafiz Shabbir Ahmad, Malik Waqas, Yasir Ahmad, Non-Islamic Cultural Values and Traditions in the Light of the Prophetic Biography: A Research Analysis, غیراسلامی تہذیبی اقدار و روایات اور سیرتِ نبوی ﷺ: ایک تحقیقی جائزہ, Inkwell Insights in Social and Religious Studies, Retrieved from https://journals.inkwellliterature.com/index.php/inkwell-insights-in-social /index

Published

May 04, 2025

Indexation

ISSN, Google Scholar, DOI, Cross-ref

Publisher

Editorial Office IISRS

Inkwell Innovations Publishers
Phone: *+92-300-9598201*
Email Address: *editorial.inkwell@gmail.com*
Address: *Inkwell Innovations Editorial Office, House 222, Bismillah Town Mardan 23200 Mardan, KP, Pakistan*

Abstract

Before the advent of Islam, Arabian society was deeply influenced by non-Islamic traditions and cultural practices. These included idol worship, polytheism, unethical social customs such as burying daughters alive, excessive tribal warfare, and indulgence in gambling and alcohol. Various pre-Islamic festivals, like the fairs of Souq Ukaz and foreign celebrations such as Nowruz and Saturnalia, promoted moral corruption, class discrimination, and superstitions. These cultural elements shaped the Arab way of life, distancing them from monotheism and ethical values. The society's inclination toward materialism and worldly pride further strengthened such non-Islamic norms.

With the arrival of Prophet Muhammad (ﷺ), these harmful traditions were gradually abolished, and Islamic teachings reformed societal values. The Prophet (ﷺ) emphasized monotheism, justice, and ethical conduct, replacing un-Islamic festivals with Islamic celebrations like Eid al-Fitr and Eid al-Adha. He discouraged participation in pagan rituals and promoted unity and morality among the people. Through these efforts, Islamic civilization emerged with a strong ethical foundation, eliminating practices that contradicted the principles of faith and justice.

***Keywords**: Pre-Islamic Arabia, , Non-Islamic Traditions, Idolatry & Paganism, Islamic Reforms, Ethical Values, Prophet's Reforms, Arabian Festivals, Cultural Transformation*

قبل از اسلام عرب معاشرہ ایک قبائلی طرزِ زندگی کا حامل تھا، جہاں معاشرتی رسم و رواج کو بنیادی حیثیت حاصل تھی۔ اس دور میں غیر اسلامی اقدار اور روایات رائج تھیں، جو عربوں کی ثقافت، معیشت اور سماجی ڈھانچے پر گہرے اثرات مرتب کر رہی تھیں۔

1. مذہبی عقائد اور رسوم

بت پرستی اور شرک: مکہ میں 360 سے زائد بتوں کی پرستش کی جاتی تھی، جن میں لات، منات، عزیٰ، ہبل اور دیگر دیوی دیوتا شامل تھے۔[1]

کعبہ میں غیر اسلامی عبادات: عرب قبائل خانہ کعبہ میں نذر و نیاز اور طواف کے مخصوص مشرکانہ طریقے اپناتے تھے، جس میں بعض اوقات ننگا طواف بھی شامل ہوتا تھا۔[2]

2. غیر اسلامی معاشرتی روایات

شراب نوشی اور جوا: شراب نوشی اور جوا بازی قبل از اسلام عرب معاشرے میں ایک معمول کی سرگرمی سمجھے جاتے تھے۔ عرب قبائل میں ان دونوں برائیوں کو تفریحی اور سماجی حیثیت حاصل تھی، اور انہیں فخر و شان کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ لوگ شراب کے نشے میں سرمست ہو کر فخر و مباہات کی محفلیں سجاتے اور اشعار میں اپنی شراب نوشی کا ذکر کرتے۔ اسی طرح جوا بازی کو قسمت آزمانے اور مال و دولت کے حصول کا ایک اہم ذریعہ تصور کیا جاتا تھا۔ یہ عادتیں عرب معیشت اور معاشرت میں اس حد تک سرایت کر گئی تھیں کہ ان سے نجات پانا ایک بڑا چیلنج تھا۔[3]

انتقام اور قبائلی عصبیت: جاہلی عرب معاشرہ قبائلی نظام پر مبنی تھا، جس میں خاندانی اور قبائلی وفاداری کو اولین حیثیت دی جاتی تھی۔ معمولی تنازعات بھی قبائل کے درمیان خونریز جنگوں میں تبدیل ہو جاتے، جو بعض اوقات دہائیوں تک جاری رہتے۔ مشہور مثالوں میں جنگِ بعاث اور جنگِ داحس و الغبراء شامل ہیں، جن میں عرب قبائل محض عزت و انتقام کی خاطر ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو گئے۔ [4]

لڑکیوں کو زندہ دفنانا: جاہلی دور میں بیٹیوں کو بوجھ اور باعثِ شرم سمجھا جاتا تھا، جس کی وجہ سے انہیں زندہ دفن کرنے کی قبیح رسم عام تھی۔ والدین خصوصاً لڑکیوں کو غربت، غیرت یا سماجی دباؤ کے تحت مٹی میں دفن کر دیتے، تاکہ مستقبل میں وہ کسی دوسرے قبیلے کے ہاتھ لگ کر ان کی عزت کا سبب نہ بنیں۔ [5]

زنا اور ناجائز تعلقات: قبل از اسلام عرب معاشرے میں زنا اور ناجائز تعلقات کو بعض طبقات میں سماجی قبولیت حاصل تھی۔ متعہ نکاح، بدکاری کے اڈے، اور خواتین کا وراثتی حق کے بغیر خرید و فروخت عام تھی۔ کچھ قبائل میں تو اجتماعی نکاح جیسی غیر اخلاقی رسوم بھی پائی جاتی تھیں، جہاں ایک عورت ایک سے زیادہ مردوں کے ساتھ تعلقات رکھ سکتی تھی۔ [6]

3. قبل از اسلام غیر اسلامی تہوار

یوم سوق عکاظ: یہ ایک مشہور تجارتی میلہ تھا جو ہر سال منعقد ہوتا تھا۔ یہاں مختلف قبائل کے لوگ جمع ہو کر تجارت کرتے، شعر و شاعری کے مقابلے منعقد ہوتے، اور بعض اوقات غیر اخلاقی سرگرمیاں بھی دیکھنے کو ملتیں۔ [7] اس میلے میں شراب نوشی، عورتوں کا ناچ گانا، اور بے حیائی کو فروغ دیا جاتا تھا۔

مجنہ اور ذوالمجاز کے میلے

یہ دونوں میلے حج کے ایام کے قریب منعقد ہوتے تھے، لیکن ان میں عرب مشرکانہ عقائد، قمار بازی، اور دیگر غیر اسلامی سرگرمیوں کو فروغ دیتے تھے۔ [8]

4. غیر اسلامی تہواروں کی بیرونی اثرات سے آمد

نیرُوز اور مہرجان: یہ ایرانی تہوار تھے، جو عربوں نے فارس کے ساتھ تجارتی اور ثقافتی روابط کے نتیجے میں اپنائے۔ **نیرُوز:** یہ ایرانی نیا سال منانے کا تہوار تھا، جس میں آگ کا جلایا جانا اور پانی کے چھینٹے مارنے جیسی رسومات شامل تھیں۔ [9] **مہرجان:** یہ خزاں کے آغاز میں جشن منانے کا تہوار تھا، جس میں رقص و سرور اور ضیافتیں منعقد کی جاتی تھیں۔ [10]

ساتورنالیا اور دیگر رومی تہوار

عربوں میں رومی ثقافت اور ان کے تہواروں کا بھی اثر نظر آتا ہے، جیسے ساتورنالیا، جس میں رومی لوگ بے انتہا خوشیاں مناتے، کھانے پینے کی محفلیں سجاتے اور غلاموں کو آزادی دی جاتی تھی۔ [11] کچھ عرب سردار رومی تہذیب کو اختیار کرتے ہوئے ان کی ثقافتی رسومات میں شریک ہوتے تھے۔ [12]

غیر اسلامی تہواروں کے اثرات

یہ تہوار نہ صرف شرک پر مبنی تھے بلکہ سماجی استحصال، غیر اخلاقی سرگرمیوں، اور طبقاتی فرق کو بھی فروغ دیتے تھے۔ ان کے اثرات معاشرتی، اخلاقی، اور دینی لحاظ سے نہایت نقصان دہ تھے۔

1. مذہبی اور عقیدتی اثرات

یہ تہوار مشرکانہ رسومات اور جاہلانہ عقائد کو مزید مضبوط کرتے تھے۔ ان تہواروں میں مشرکانہ عبادات، بتوں کے نام پر نذریں اور نیازیں چڑھائی جاتیں، اور شرک کو فروغ ملتا۔ [13]لوگ ان تقریبات میں فال گیری کے ذریعے قسمت کا حال معلوم کرنا، اور نجومیوں سے مشورے لینا عام سمجھتے تھے۔ [14]

2. سماجی اور طبقاتی اثرات

یہ تہوار طبقاتی نظام کو تقویت دیتے، جہاں مالدار طبقہ جشن مناتا اور غریب محروم رہتے۔ ان تہواروں کے دوران قبائل اپنی قوت کا مظاہرہ کرتے، جس سے قبائلی تعصب مزید بڑھ جاتا تھا۔ [15]

کمزور طبقات، جیسے غلام اور خواتین، کو تفریحی مقاصد کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔

3. اخلاقی اور سماجی بے راہ روی

یہ تہوار عیاشی، فحاشی، اور بے حیائی کو فروغ دیتے تھے، جس سے اسلامی اخلاقیات کی ضد پر مبنی ماحول بنتا تھا۔ ان تقریبات میں شراب نوشی، جوا، اور موسیقی کو لازمی حصہ سمجھا جاتا تھا، جو نوجوانوں کو اخلاقی تباہی کی طرف لے جاتا تھا۔ [16]عریانی اور فحاشی کے عام ہونے کی وجہ سے خاندانی نظام کمزور ہو چکا تھا۔

4. معاشرتی استحصال اور جرائم میں اضافہ

ان تہواروں کے موقع پر قتل و غارت گری، لوٹ مار، اور دیگر جرائم میں اضافہ ہو جاتا تھا۔ کمزور قبائل اور طبقات پر ظلم کیا جاتا، اور بعض علاقوں میں غلاموں اور لونڈیوں کی خرید و فروخت عروج پر ہوتی تھی۔ [17]

عہدِ نبوی میں ان روایات کی تبدیلی

رسول اللہ ﷺ نے جاہلی دور کی غیر اسلامی روایات کو ختم کر کے اسلامی ثقافت کی بنیاد رکھی۔ آپ ﷺ نے ان غیر اسلامی تہواروں کے مقابلے میں دو اسلامی عیدوں (عید الفطر اور عید الاضحی) کا قیام فرمایا تاکہ اسلامی اقدار کو فروغ دیا جا سکے۔ [18]

1. غیر اسلامی تہواروں کی منسوخی

مدینہ میں کچھ لوگ یہود و نصاریٰ کے تہواروں میں شرکت کرتے تھے، تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں منع فرمایا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ہر قوم کے لیے تہوار ہوتا ہے، اور یہ (عید الفطر و عید الاضحی) ہمارے تہوار ہیں"۔ [19]

جاہلی میلے اور غیر اسلامی تہواروں کو ختم کرنے کی ہدایت دی گئی تاکہ مسلمانوں کی الگ دینی شناخت برقرار رہے۔

2. اسلامی تہواروں کا تعارف

عید الفطر کو رمضان کے بعد ایک روحانی اور سماجی خوشی کے دن کے طور پر مقرر کیا، جس میں غریبوں کے لیے زکوٰۃ الفطر لازم کی گئی تاکہ سب اس خوشی میں شریک ہوں۔ [20]عید الاضحی میں قربانی کا حکم دیا تاکہ اللہ کی رضا کا عملی اظہار ہو اور اسلامی تہذیب میں ایثار اور قربانی کی روح پروان چڑھے۔ عید کے مواقع پر تکبیرات اور ذکرِ الٰہی کو فروغ دیا گیا تاکہ یہ تہوار دنیاوی نہیں بلکہ دینی اور روحانی خوشی کا ذریعہ بنیں۔ [21]

3. تفریح میں اعتدال اور اسلامی ثقافت کا فروغ

نبی کریم ﷺ نے خوشی اور تفریح کو مکمل طور پر منع نہیں فرمایا، بلکہ اسے اسلامی حدود میں رکھا۔ عید کے دن مسجد نبوی میں حبشیوں کا نیزہ بازی کا مظاہرہ اور بچوں کا کھیلنا اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام میں جائز تفریح کی اجازت ہے۔ [22]آپ ﷺ نے حکم دیا کہ تفریح اسلام کے دائرے میں ہو، فحاشی اور بے حیائی سے پاک ہو، اور شرک سے مکمل اجتناب کیا جائے۔ [23]

غیر اسلامی اقدار و روایات کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا عمل:

مسلمانوں کے لیے غیر اسلامی اقدار و روایات اپنانے سے پہلے نبی کریم ﷺ کی مبارک زندگی کو سامنے رکھنا ضروری ہے کہ ان اقدار و روایات کے متعلق نبی کریم ﷺ کا طرز عمل کیا تھا؟ اس ضمن میں چند اہم واقعات ذہن نشین رہنے چاہئیں:

پہلا واقعہ آپ ﷺ کے مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد کا ہے۔ آپ ﷺ نے مدینے والوں کو دیکھا کہ سال کے دو دن یہ لوگ تفریح کرتے ہیں اور ان دو دنوں کو ایک سماجی جشن کے طور پر مناتے ہیں۔ اللہ کے نبی ﷺ نے اس مسئلے کو یونہی نہیں چھوڑا، بلکہ اس سماجی تقریب کے محرکات کے بارے میں لوگوں سے دریافت فرمایا۔ پوچھا کہ یہ دو دن کیا ہیں؟ **"ما هذان اليومان"** لوگوں نے بتایا: ''جاہلیت کے زمانے میں ہم اِن دو دنوں میں کھیل کود کیا کرتے تھے۔ **"كنا نلعب فيهما في الجاهلية"** اس پر اللہ کے نبی ﷺ نے یہ نہیں کہا کہ ٹھیک ہے، کوئی بات نہیں، اسے جاری رکھو، بس اس کا دھیان رکھو کہ کھیل کود میں کسی خلافِ شریعت عمل کا ارتکاب نہ ہونے پائے۔ آپ ﷺ نے اس کے بجائے آگے بڑھ کر اس تقریب کے انعقاد کو بالکلیہ منسوخ کر دیا، حالانکہ اس وقت اُس اجتماعی جشن کی تیاریاں عروج پر تھیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ نے ان دو دنوں کے بدلے میں تمہیں بہتر دن عطا کر دیے ہیں؛ عید الاضحی اور عید الفطر۔ **"إن الله قد أبدلكم بهما خير منهما يوم الأضحى ويوم الفطر"**[24]

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ کسی صحابی نے یہ نذر مان لی کہ کچھ اونٹ حجاز کے ایک مقام پر لے جا کر ذبح کریں گے۔ اس جگہ کا

نام بوانہ تھا۔ بعد میں وہ اس نذر کے متعلق استفسار کرنے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پاس آئے۔ اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ان سے کئی سوال ایسی چیزوں کے بارے میں پوچھے جو اگر وہاں پائی جاتیں تو ان کی وجہ سے یہ نذر جائز نہ رہ پاتی۔ جواز کا فتویٰ دینے سے قبل آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے جو چند سوالات کیے ان میں ایک سوال یہ بھی تھا کہ کیا اس جگہ یعنی بوانہ میں کافروں کا کوئی تیوہار منایا جاتا ہے؟ ان صاحب نے نفی میں جواب دیا تو فرمایا: "تب تم اپنی نذر پوری کر دو۔" **هل كان فيها عيد من أعيادهم فقال الرجل لا فقال له النبیﷺ أوف بنذرك"**[25]

تیسری حدیث یہ ہے کہ اسلامی عید کی گہما گہمی کے درمیان آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے عام مسلمانوں کو ایک جامع اور واضح حکم دیا جس سے عیدوں کے حوالے سے اس امت کی خاصیت اور امتیاز پر روشنی پڑ جاتی ہے۔ فرمایا:

إن لكل قوم عيدا وهذا عيدنا[26]

"ہر قوم کی کوئی عید ہوتی ہے، یہ ہماری عید ہے۔"

چوتھی حدیث وہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حجۃ الوداع کے ایام میں اللہ کے نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے دوبارہ نئے سرے سے مسلمانوں کے ذہنوں میں عید کی خصوصیت وانفرادیت کا استحضار کرایا تھا۔ چنانچہ فرمایا تھا:

يوم عرفة ويوم النحر وأيام التشريق عيدنا أهل الإسلام[27]

"یومِ عرفہ، یوم النحر اور ایامِ تشریق ہم مسلمانوں کی عید ہے۔"

بہر حال اس سے صاف ہو جاتا ہے کہ نبیِ کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پیش کردہ تصورِ شرعی میں عید کی حیثیت محض ایک اجتماعی موقعے یا سماجی تقریب کی نہیں تھی جس کا دین یا دین داری سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اس کے برعکس اللہ کے نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے عید کی دینی حیثیت پر مختلف طریقوں سے روشنی ڈالی ہے۔ چنانچہ کبھی یہ ہوا کہ اہلِ یثرب اپنا اجتماعی جشن منا رہے ہیں تو ان سے کہا گیا کہ ان دنوں کو چھوڑ دو کیونکہ اللہ نے تمہیں ان سے بہتر دن عید الاضحی اور عید الفطر کی شکل میں عطا فرما دیے ہیں۔ مدینے میں منائے جانے والی عہدِ جاہلیت کے تیوہاروں کے ترک پر اس قدر زور دیا گیا کہ مورخین کے مطابق یہ دونوں یثربی عیدیں بالکلیہ نابود ہو گئیں اور ان کا نام ونشان مٹ گیا۔

علامہ ابن تیمیہؒ نے ان دونوں جاہلی عیدوں کے کالعدم ہو جانے کا بڑا عمدہ تجزیہ فرمایا ہے۔ لکھتے ہیں:

"وہ دونوں جاہلیت کے دن اسلام کی آمد کے بعد مر گئے اور ان کا کوئی اثر عہدِ رسالت، عہدِ خلفائے راشدین کے زمانے میں باقی نہ رہا۔ اگر اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ان دونوں دنوں میں لوگوں کو سختی کے ساتھ کھیل کود کرنے اور تیوہار منانے سے نہ روکا ہوتا تو لوگ عادت اور عرف کے مطابق کسی نہ کسی درجے میں اس پر قائم رہتے کیونکہ عادت اور رواج اُسی وقت بدلتا ہے جبکہ کسی طاقتور وسیلے سے اسے بدلا جائے۔ بالخصوص اس لیے کہ عورتوں اور بچوں اور بیشتر مردوں کی فطرت اُس دن کی مشتاق رہتی ہے جسے وہ عید سمجھتے ہیں اور جس میں

صرف کھیل کود ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تیوہاروں کے بارے میں لوگوں کا طرزِ عمل بدلنے سے بڑے بڑے بادشاہ بھی عاجز رہ جاتے ہیں کیونکہ تیوہاروں کی محبت کا تقاضا دلوں میں بڑا شدید و عمیق ہوتا ہے اور اسے منانے کی جمہور عوام کی چاہت بے انتہا ہوتی ہے۔ اس لیے اگر اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے ان عیدوں کی شدید ممانعت نہ ہوتی تو لازماً وہ آج باقی رہتیں، چاہے بہت کمزور شکل میں رہتیں۔ مگر وہ عیدیں بالکلیہ مٹ گئیں، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے سختی کے ساتھ ان عیدوں سے روکا تھا۔"[28]

دوسری جگہ اللہ کے رسول ﷺ کسی نذر کے جواز کا فتویٰ دینے سے پہلے قربانی کی جگہ کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ آیا وہاں عہدِ جاہلیت میں کوئی میلا یا تیوہار تو منعقد نہیں ہوتا تھا؟ یہ سب اس لیے تاکہ مسلمان کے ذہن میں اپنی عیدوں کا منفرد تشخص اور کردار پوری طرح رچ بس جائے۔ وہ نذر کرنے والے صحابی کو بتاتے ہیں کہ جس نذر کی تکمیل میں معصیتِ الٰہی کا ارتکاب کرنا پڑے اسے پورا نہیں کرنا چاہیے، مطلب یہ کہ اگر اُس جگہ کوئی جاہلی تیوہار منعقد ہوا کرتا تو وہاں نذر کا جانور ذبح کرنا جائز نہ ہوتا۔

تیسری جگہ اسلامی عیدوں کے خصوصی شعار کو بیان کیا جاتا ہے کہ ہر قوم کی عید کی طرح ہماری الگ مخصوص عیدیں ہیں۔ عید کے موضوع پر یہ حدیث بالکل الگ تناظر پیش کرتی ہیں اور بالکل منفرد زبان میں یہاں بات کہی جارہی ہے کہ عید صرف ایک اجتماعی تقریب نہیں ہے جس میں لوگ کام دھندھا چھوڑ کر شریک ہوجاتے ہوں، بلکہ یہ امتِ مسلمہ کی امتیازی خصوصیات میں شامل ہے جو ازروئے دین اس ملت کو بخشی گئی ہیں۔

اس طرح کے واقعات نے صحابہ کرامؓ اور تابعینِ عظامؒ اور ان کے متبعین کے ذہنی افق پر گہرا اثر ڈالا تھا۔ اسی لیے حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ:

اجتنبوا اعداء الله فی عیدهم

"دشمنانِ خدا کے تیوہاروں پر اُن سے دوری بنالو۔"[29]

بلکہ قانونی معاہدہ "شروطِ عمریہ" کے نام سے مشہور جو حضرت عمرؓ نے اپنے عہدِ خلافت میں ذمیوں پر لاگو کیا تھا اس میں یہ دفعہ بھی شامل ہے کہ دار الاسلام میں وہ اپنے تیوہاروں کو علانیہ طور پر نہ منائیں گے۔ اس وقت ایرانی مجوسی ذمیوں کے تیوہار "باعوث" اور "شعانین" ہوتے تھے۔ چنانچہ شروطِ عمریہ میں آیا ہے:

ولا نخرج باعوثا– قال والباعوث يجتمعون كما يخرج المسلمون يوم الأضحىٰ والفطر– ولا شعانين

"ہم باعوث اور شعانین نہ نکالیں گے۔ باعوث میں یہ لوگ ویسے ہی جمع ہوتے تھے جیسے مسلمان بقر عید پر جمع ہوتے ہیں۔"[30]

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور ان کے ساتھ پانچ جلیل القدر تابعی مفسرین نے ارشادِ باری :

والذین لا یشھدون الزور[31]

"اور وہ جھوٹ کے گواہ نہیں بنتے"

سے یہ استنباط کیا ہے کہ رحمن کے بندے کفار کی عیدوں میں شرکت نہیں کرتے کیونکہ ان کے تیوہار اور تقریبات بھی "زور" میں شامل ہیں۔[32]

اسلامی عیدوں کی خصوصیت وانفرادیت کا یہ شرعی تصور تبع تابعین کے بعد فقہائے مذاہبِ اربعہ کے یہاں بھی پہنچا۔ اس تعلق سے بہت سے علماء نے مذاہبِ اربعہ کی نصوص کو یکجا کر دیا ہے۔ علامہ ابن القیمؒ فرماتے ہیں:

"جس طرح کفار کے لیے دار الاسلام میں کافرانہ تیوہاروں کے علانیہ انعقاد کی اجازت نہیں ہے، اسی طرح مسلمانوں کے لیے بھی جائز نہیں کہ ان میں ان کی مدد کریں یا ان میں عملاً حصہ لیں یا وہاں حاضر ہوں۔ یہ علمائے کرام کا اجماعی موقف ہے اور ائمہٴ اربعہ کے متبعین فقہاء نے اپنی کتابوں میں اس کی صراحت کی ہے۔"[33]

اہم سوال:

مگر یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے اور یہ سوال بڑا اہم ہے کہ ایک طرف ہم جانتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے کفار کی مصنوعات، کپڑے، برتن، اسلحہ، مساکن وغیرہ کے بارے میں حد درجہ تسامح اور نرمی کا مظاہرہ کیا ہے، بلکہ عہدِ جاہلیت کے اجتماعی رسم ورواج میں سے بیشتر کو جوں کا توں رہنے دیا، بہت کم حصے میں تبدیلی وتغیر پیدا کیا۔ دوسری طرف ایسا کیوں ملتا ہے کہ کافرانہ تیوہاروں اور عیدوں کے تعلق سے آپ ﷺ نے حد درجہ باریک بینی اور حذر واحتیاط کے پہلو کو اختیار فرمایا۔ ایسا کیوں نہ ہوا کہ کفار کی عیدوں کے ساتھ بھی آپ ﷺ کا وہی معاملہ رہتا جو دیگر سماجی امور ومعاملات میں رہا ہے اور جو رواداری اور ملائمت کی عکاسی کرتا ہے؟ اگر کسی کے دل میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے تو یقیناوہ اس مسئلے کے عمیق فقہی مفہوم کو بہ خوبی سمجھ سکتا ہے کیونکہ یہی سوال وہ پلِ صراط ہے جس سے گزر کر ہم اس موضوع کے جوہر اور مغز تک پہنچ سکتے ہیں۔ جو شخص بھی اللہ کے رسول ﷺ کے تسامح پر مشتمل احادیث کو زیرِ بحث لائے گا اور ان پر یہ سوال قائم کرے گا وہ یقینا اس پورے قضیے کی جڑ تک پہنچ جائے گا۔

اس سوال کا مختصر جواب یہ ہے کہ نبی ﷺ نے کافر عیدوں کے بارے میں دیگر سماجی امور ومعاملات کی طرح تسامح اور گریز کا رویہ اختیار نہیں فرمایا کیونکہ شریعت کی نگاہ میں عید صرف ایک اجتماعی تقریب نہیں ہے، بلکہ یہ دین کا ایک شعار ہے اور کفار کے شعائر میں شرکت کی اجازت مسلمان کو نہیں ہوتی۔ اسی مفہوم کو علامہ ابن تیمیہؒ نے فقہی زبان میں بڑی مہارت کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔ درج بالا احادیث کی روشنی میں علامہ ابن تیمیہ کا یہ تجزیہ بغور پڑھنے کے لائق ہے۔ فرماتے ہیں:

”عید کے مسئلے میں کئی پہلوؤں سے غور ہو سکتا ہے۔ نمبر ایک یہ کہ اسلامی عیدوں کو شرائع و مناسک اور دینی مناہج میں شامل کیا گیا ہے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكاً هُمْ نَاسِكُوه فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِيْ الْأَمْرِ[34]

"ہر امت کے لیے ہم نے ایک طریقِ عبادت مقرر کیا ہے جس کی وہ پیروی کرتی ہے۔ پس وہ اس معاملے میں تم سے جھگڑا نہ کرپائیں۔"

گویا عید کا معاملہ قبلے کی طرف رخ کرنے، نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے جیسا ایک دینی معاملہ ہے۔ عید میں کافروں کے ساتھ شرکت کا مطلب ہے ان کی جملہ عبادتوں میں شرکت، کیونکہ تمام عیدوں میں موافقت کفر پر موافقت ہے اور بعض عیدوں میں موافقت کفر کے بعض حصے سے رضامندی کی دلیل ہے۔ بلکہ اعیاد اور تیوہار ہی تو وہ چیز ہے جس سے شریعتیں باہم دگر ممتاز ہوتی ہیں اور یہی کسی بھی ملت کا سب سے نمایاں شعار بھی ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس میں اگر کوئی کفار سے مشابہت یا موافقت کا راستہ اختیار کرتا ہے تو وہ گویا شرائعِ کفر کے اخص ترین اور نمایاں ترین شعار کے ساتھ اپنی رضامندی ظاہر کرتا ہے، اور اس میں شک نہیں کیا جاسکتا کہ اس ایک چیز میں موافقت کا نتیجہ کفر کی جملہ اشکال سے رضامندی کی شکل میں برآمد ہوتا ہے۔“[35]

امام ابن تیمیہؒ کی ظرف نگاہی کا ثبوت یہ ہے کہ انہوں نے عیدوں کو شرائع اور مناسک کی قبیل سے گردانا ہے۔ **العيد من جملة الشرائع والمناهج والمناسک**۔ مطلب یہ ہوا کہ عید کا موقعہ صرف ایک سماجی تقریب نہیں ہے بلکہ طوافِ کعبہ، رمیِ جمرات، نماز اور داڑھی وغیرہ دینی شعائر و علامات کی مانند ہے۔ چنانچہ اب اگر کوئی مفکر صاحب یا دانشورِ ملت آکر یہ فرماتے ہیں کہ کرسمس یا دیوالی کا تیوہار اب مذہبی یا دینی تقریب کی حیثیت سے باقی نہیں رہ گیا ہے، اب وہ ایک عالمی یا ملکی سماجی تقریب بن گیا ہے، اس لیے اسے منانے کی مسلمانوں کو بھی اجازت ہونی چاہیے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ عید اپنے آپ میں ایک دینی شعار ہے، قطعِ نظر اس سے کہ اسے منانے والے کی نیت کیا کچھ ہے۔ اگر کوئی انگریز نو مسلم اپنے گلے میں صلیب صرف اس لیے لٹکانا چاہتا ہے کیونکہ وہ اس سے اسمارٹ دِکھتا ہے، یا مغربی ملکوں میں یہ ایک فیشن ہے تب بھی ازروئے شرع اسے اس کی اجازت نہیں دی جائے گی کیونکہ صلیب اپنے آپ میں ایک باطل مذہب کا شعار ہے۔ اسی طرح اگر کوئی جاپانی مسلمان یہ اجازت مانگتا ہے کہ اسے ایک سوشل ایکٹی وٹی کے طور پر غیر مسلموں کے کسی مندر کا طواف کرنے دیا جائے، اس کی نیت صرف سیر و تفریح اور چہل قدمی کی ہوگی، عبادت کا شائبہ تک نہ ہوگا، اس کے باوجود اسے اجازت نہیں دی جائے گی اور نہ اس کے اس ارادے و عمل کو موافقِ شرع مانا جائے گا۔ کیونکہ کسی بھی بت کدے کا طواف فی نفسہٖ عملِ عبادت ہے، چاہے کرنے والا عبادت کی نیت رکھے یا نہ رکھے۔ اسی طرح ہندوستان کا کوئی تحریکی مفکر اگر مورت کے سامنے دست بستہ کھڑا ہونے یا کسی تصویر کی آرتی اتارنے کی مذموم حرکت کرتا ہے تو یہ عمل خلافِ شریعت ہوگا، اگرچہ وہ صرف ایک سماجی رسم

کے طور پر روا روی میں ایسا کرے۔

جب ہم نے تسلیم کر لیا کہ عید اور تیوہار دین کا شعار ہوتا ہے، تو اپنے آپ یہ واضح ہو جاتا ہے کہ جو لوگ بھی غیر مسلموں کی عیدوں پر انہیں مبارک باد پیش کرتے ہیں وہ ایک کافرانہ شعار کی پذیرائی کرتے ہیں۔ اسی لیے امام ابن القیمؒ نے لکھا ہے:

> "کفر کے شعائر جو کفر کے ساتھ خاص ہوں، ان پر کسی کو مبارک باد دینا بالاتفاق حرام ہے۔ مثلاً کوئی کافروں کو ان کی عیدوں یا روزوں پر مبارک باد دے۔ مبارک باد دینے والا اگر کافر نہ ہو جائے تب بھی اس کا یہ عمل حرام رہے گا۔ یہ ایسا ہی ہے کہ وہ کسی کافر کو صلیب کے لیے سر بہ سجود ہونے پر مبارک باد دے۔ بلکہ گناہ کے اعتبار سے یہ اللہ کے نزدیک زیادہ بڑا ہے اور زیادہ ناراضی کا باعث ہے، بمقابلہ اس کے کہ وہ کسی کو شراب نوشی، قتلِ نفس اور زناکاری وغیرہ پر تہنیت پیش کرے۔ بیشتر وہ لوگ جن کے نزدیک دین کی کوئی قدر و قیمت نہیں وہ اس برائی میں ملوث ہو جاتے ہیں اور اپنے عمل کی قباحت کا ادراک نہیں کر پاتے۔ چنانچہ جو شخص کسی انسان کو گناہ پر، بدعت پر یا کفر پر مبارک باد کہتا ہے وہ اللہ کا غضب اور ناراضی مول لیتا ہے۔"[36]

اس سلسلے میں بعض لوگوں کا رویہ حد سے زیادہ حسنِ ظن، بے حسی اور ٹھنڈے پن کا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے جو لوگ غیر اسلامی تیوہار مناتے ہیں یا اسے جائز کہتے ہیں دراصل ان کے موقف کی بنیاد فقہِ اسلامی کا آزاد مطالعہ اور اس کی روشنی میں قائم کردہ مستقل رائے ہے۔ حالانکہ یہ حقیقتِ حال کی غلط تصویر کشی ہے۔ یہ نقص و خلل کسی فقہی اجتہاد سے زیادہ غالب تہذیب و تمدن سے مرعوبیت کا نتیجہ ہے۔ اس کی بین دلیل یہ ہے کہ غیر اسلامی تیوہار منانے والے یا انہیں جائز کہنے والے لوگ کبھی افریقی اقوام کے تیوہار نہیں مناتے اور نہ مشرقی ایشیا میں آباد قوموں مثلاً چین، جاپان، تھائی لینڈ وغیرہ کے تیوہار مناتے ہیں۔ صرف اور صرف مغربی تیوہاروں کو منانے کی ہُڑک ان کے دلوں میں پیدا ہوتی ہے یا جو مسلمان جن ملکوں میں اقلیت میں ہیں وہاں کے مقامی تیوہاروں کو منانے کے واسطے فقہی اجتہاد اور جواز کا پہلو نکال لیتے ہیں۔

اب اسے آزادانہ فقہی بحث و تحقیق کا نام دیا جائے یا غالب مغربی استبداد کے سامنے پسپائی کہا جائے۔ باوجود اس کے کہ نصوصِ شریعت کی روشنی میں یہ قضیہ بالکل واضح ہے اور علماء و مفتیانِ دین ہر موقعے پر اس بارے میں شرعی حکم بیان کرتے آئے ہیں کہ تیوہار کسی بھی دین کا شعار ہوتا ہے اور کفار کو ان کے تیوہاروں پر تہنیت (مبارکبادی) پیش کرنا ایسا ہی ہے جیسے انہیں ان کے دوسرے مشرکانہ مراسم و عبادات پر مبارک باد دی جائے۔ اس قدر وضاحت کے باوجود ہم بہت سے مسلم نوجوانوں کو دیکھتے ہیں کہ علانیہ غیر اسلامی تیوہاروں پر تہنیت و تبریک کے پیغامات ارسال کرتے ہیں، خصوصاً سوشل میڈیا پر تو ایسے پیغامات کی باڑھ آجاتی ہے۔ ایمانی حس کی کمزوری کے علاوہ اس کی اور کیا تفسیر و توجیہ کی جا سکتی ہے؟

میں نے اس حرکت میں ملوث بہت سے نوجوانوں کے حالات پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ ان کا یہ عمل خالصتاً نفسیاتی

محرکات کے تحت انجام پاتا ہے۔ مطلب یہ کہ ایسا نہیں ہے کہ یہ لوگ نہ جانتے ہوں کہ کافروں کے تیوہاروں سے احتراز کے بارے میں نبی ﷺ کا موقف کتنا سخت تھا اور کس درجہ آپ چاہتے تھے کہ اسلامی اور غیر اسلامی تیوہاروں میں دوری اور تفاوت قائم رہے۔ دراصل ان کے اس طرزِ عمل کا نفسیاتی سبب یہ ہے کہ یہ لوگ اس مسئلے میں شریعت کی خلاف ورزی کو اپنی سوچ کی جدت پسندی کا عنوان قرار دیے بیٹھے ہیں اور جتلانا یہ چاہتے ہیں کہ وہ زندگی کے ہر معاملے میں شریعت کے تابع نہیں ہیں۔ چنانچہ ملّاؤں کی بنائی ان بیڑیوں کو توڑنے کے لیے بار بار یہ حرکت دہراتے ہیں۔

بعض وہ لوگ جو علانیہ کفریہ شعائر پر غیر مسلموں کو مبارک بادی پیش کرتے ہیں وہ اپنے مخاطب غیر مسلم سے زیادہ اپنے گردوپیش کے ماحول کو ذہن میں رکھ کر کچھ نیا کر دکھانے کے چکر میں یہ حرکت کر گزرتے ہیں۔ بعض لوگ اپنے آزاد مفکر اور روادار اور لبرل ہونے کے شناختی کارڈ کے طور پر اس طرح کی علانیہ تہنیت و تبریک پوسٹ کرتے ہیں۔ کبھی کبھی کٹر مُلّاؤں کی ضد میں بھی یہ حرکت کر جاتے ہیں۔ ان کا کسی غیر مسلم کے ساتھ بہت گہرا دوستی کا رشتہ نہیں ہوتا، مگر بار بار روک ٹوک کرنے والے مولویوں کو آزار پہنچانے کے لیے وہ سوشل میڈیا پر یہ حرکت انجام دیتے ہیں۔

حقیقتاً مسلم سماج میں یہ منظر بڑا ہی تکلیف دہ ہوتا ہے۔ مگر یہ کچھ البیلا اور نرالا نہیں ہے۔ تاریخ میں بھی اسلام کا نام لینے والوں کا ایک گروہ اس طرح کا گزرا ہے۔ قرآنِ کریم نے اس گروہ کی طرف اشارہ کیا ہے:

إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيّاً حَتَّى أَنسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنتُم مِّنْهُمْ تَضْحَكُونَ[37]

”تم وہی لوگ تو ہو کہ میرے کچھ بندے جب کہتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار، ہم ایمان لائے، ہمیں معاف کر دے، ہم پر رحم کر، تو سب رحیموں سے اچھا رحیم ہے، تو تم نے ان کا مذاق بنالیا یہاں تک کہ اُن کی ضد نے تمہیں یہ بھی بھلا دیا کہ میں بھی کوئی ہوں، اور تم ان پر ہنستے رہے۔“

علامہ ابن کثیر نے آیتِ کریمہ کے ٹکڑے "حتی انسوکم ذکری" کا مطلب بتایا ہے کہ:

حملكم بغضهم على أن نسيتم معاملتی[38]

ان کی دشمنی نے تمہیں آمادہ کر دیا کہ تم میرے معاملے اور باز پرس کو فراموش کر جاؤ۔“

بہر حال اس مضمون میں ہماری کوشش تھی کہ اللہ کے نبی ﷺ کے چار واقعات ذکر کر کے ان سے کشیدہ اہلِ علم کا بیان کردہ وہ اصول ذکر کر دیں جسے امام ابن تیمیہؒ نے یوں بیان کیا ہے کہ:

"الأعياد من جملة الشرائع والمناهج والمناسك"[39]

"تقریبات اور عیدیں بھی من جملہ شرائع و مناہج و مناسک کے ہوتی ہیں۔“

کسی بھی ملت کا تیوہار یا عید اس کے دین کا شعار و شناخت ہوتی ہے اور اسی سے شریعتِ اسلامیہ کی نگاہ میں تیوہاروں کی خصوصیت و انفرادیت کا مفہوم تشکیل پاتا ہے اور اسی بنیاد پر کافر قوموں اور ملتوں کے تیوہاروں کو منانا اور ان میں شرکت کرنا

اور اسی طرح ان کے اقدار و روایات کو اپنانا جائز نہیں ہوا کرتا۔

جدید دور میں مسلمانوں پر مغربی تہذیب کے اثرات کا جائزہ

مغربی تہذیب کا اثر مسلمانوں کے طرزِ زندگی، لباس، زبان، اور معاشرتی اقدار پر نمایاں ہو چکا ہے۔ مغربی میڈیا، فیشن انڈسٹری، اور تعلیمی ادارے رفتہ رفتہ مسلم نوجوانوں کو اپنی ثقافتی اقدار سے دور کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر یوسف القرضاوی کے مطابق، مغربی ثقافت کے اندھا دھند اتباع سے اسلامی تشخص کو شدید نقصان پہنچا ہے۔

جدید دنیا میں مغربی طرزِ زندگی کو اپنانا ترقی یافتہ اور ماڈرن ہونے کی علامت سمجھا جاتا ہے، جس کی وجہ سے مسلم نوجوان اپنی ثقافتی شناخت کھوتے جا رہے ہیں۔ اسکولوں، جامعات، اور کارپوریٹ دنیا میں مغربی لباس، انگلش بول چال، اور طرزِ معاشرت کو اپنانا فخر کی بات سمجھی جاتی ہے، جبکہ اسلامی لباس اور ثقافتی روایات کو دقیانوسی سمجھا جاتا ہے۔

مسلم نوجوانوں میں غیر اسلامی تہواروں کی مقبولیت کے اسباب اور اس کا سدباب

مسلم نوجوانوں میں ویلنٹائن ڈے، ہالووین، اور کرسمس جیسے غیر اسلامی تہواروں کی مقبولیت کا ایک بڑا سبب مغربی میڈیا اور سوشل نیٹ ورکس کا اثر و رسوخ ہے۔ اسلامی ثقافت سے دوری، دینی تعلیم کی کمی، اور معاشرتی دباؤ بھی اس رجحان میں اضافے کا باعث ہیں۔

سدباب کے اقدامات:

1. اسلامی تعلیم و تربیت کو فروغ دینا: اسکول اور یونیورسٹی کی سطح پر اسلامی تہذیب و ثقافت کو لازمی نصاب کا حصہ بنایا جائے تاکہ نئی نسل اپنی تہذیبی روایات سے واقف ہو۔
2. اسلامی متبادل تہواروں کو اجاگر کرنا: جیسے کہ عید الفطر اور عید الاضحی کو زیادہ جوش و خروش سے منایا جائے تاکہ نوجوانوں میں اسلامی تہواروں کی اہمیت پیدا ہو۔
3. اسلامی اقدار پر مبنی ثقافتی سرگرمیوں کو فروغ دینا: جیسے اسلامی میلوں، ثقافتی فیسٹیولز اور اسلامی کانفرنسز کا انعقاد تاکہ مسلم نوجوان مغربی ثقافت کے بجائے اپنی تہذیب میں دلچسپی لیں۔

موجوہ دور میں اطلاق

عہدِ حاضر میں اسلامی ثقافت کی بحالی کے لیے کیا اقدامات کیے جاسکتے ہیں؟

اسلامی ثقافت کی بحالی کے لیے درج ذیل عملی اقدامات کیے جاسکتے ہیں:

تعلیمی اصلاحات:

نصاب میں اسلامی ثقافت اور تہذیب کی تعلیم کو لازمی بنانا (ابن خلدون، المقدمة، ص415)۔

دینی مدارس اور جدید تعلیمی اداروں میں اسلامی ثقافت کے تحفظ پر مباحثے کروانا۔

میڈیا اور سوشل نیٹ ورکس:

اسلامی اقدار کو فروغ دینے کے لیے اسلامی میڈیا کو مضبوط کرنا۔

غیر اسلامی تہذیبی اثرات کا مقابلہ کرنے کے لیے اسلامی فلمیں، ڈرامے، اور سوشل میڈیا مہمات چلانا۔

ثقافتی سرگرمیوں کا فروغ:

1. اسلامی ثقافتی میلوں اور نمائشوں کا انعقاد تاکہ نوجوانوں کو اپنی ثقافتی جڑوں سے جوڑا جا سکے۔
2. اسلامی تاریخ، فن، اور تہذیب کو نصاب کا حصہ بنانا تاکہ نوجوان اس پر فخر محسوس کریں۔
3. غیر اسلامی رسومات کے حوالے سے موجودہ مسلم معاشروں میں سیرتِ نبوی ﷺ سے رہنمائی
4. نبی کریم ﷺ نے غیر اسلامی رسومات کے خاتمے کے لیے تدریجی حکمتِ عملی اختیار فرمائی۔
5. بت پرستی کے خاتمے کے لیے ابتدا میں سخت اقدامات کی بجائے، حکمت و تدریج کو اپنایا گیا۔
6. غیر اسلامی تہواروں کی جگہ اسلامی اقدار کو مضبوط کیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہر قوم کے لیے ایک تہوار ہوتا ہے اور یہ ہماری عید ہے" (بخاری، حدیث: 952)۔
7. مسلمانوں کو غیر اسلامی رسوم میں شرکت سے روکا گیا: آپ ﷺ نے فرمایا: "جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے، وہ انہی میں سے ہے" (ابوداؤد، حدیث: 4031)۔

نبی کریم ﷺ کے اسوہ سے یہ سبق ملتا ہے کہ غیر اسلامی ثقافتی اثرات کے خلاف کامیاب مزاحمت کے لیے تدریجی اصلاح، متبادل اسلامی روایات کی ترویج، اور مسلمانوں میں دینی و تہذیبی شعور بیدار کرنا ناگزیر ہے۔

نتیجہ

غیر اسلامی تہذیبی اقدار کے حوالے سے سیرتِ نبوی ﷺ ایک جامع رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ آج کے مسلم معاشروں کو اسلامی ثقافت کو زندہ کرنے کے لیے تعلیمی، سماجی اور میڈیا سطح پر اقدامات کرنے کی ضرورت ہے تاکہ مسلم نوجوانوں کو مغربی اثرات سے محفوظ رکھا جا سکے۔ اسلامی تاریخ اور سیرت نبوی ﷺ سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک کامیاب تہذیبی تبدیلی کے لیے تدریج، حکمت، اور متبادل مواقع فراہم کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اگر مسلم معاشرے اپنی ثقافتی اور دینی شناخت کو مضبوطی سے تھام لیں، تو وہ مغربی اثرات کا مقابلہ بہتر طریقے سے کر سکتے ہیں۔

مصادر و مراجع

[1] عبد الملک بن هشام الحمیری، السیرۃ النبویه(مصر: شركة مكتبة مصطفى الحلبی، طبع دوم:1375ھ/1955ء) ج 1، ص 80

[2] ابوجعفر محمد بن جریرطبری، تاریخ الرسل والملوک(مصر: دار المعارف، طبع دوم: 1378ھ/1968ء) ج 2، ص 230

[3] عبد الله بن مسلم بن قتیبه الدینوری، عیون الأخبار(بیروت: المکتب الاسلامی، طبع اول: 1429ھ/2008ء) ج 2، ص 150

[4] ابو العباس محمد بن یزیدالمبرد، الکامل فی اللغة والادب(السعودیة: وزارةالشؤن الاسلامیة) ج 1، ص 220

[5] محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ (بیروت: دار الکتب العلمیة، طبع اول: 1410ھ/1990ء) ج 1، ص 25

[6] احمد بن علی بن حجر عسقلانی، فتح الباری(مصر: المکتبةالسلفیة، 1380ھ) ج 9، ص 181

[7] احمد بن ابی یعقوب بن جعفریعقوبی، تاریخ یعقوبی(منشورات المکتة الحیدریة) ج 1، ص 250

[8] الاصمعی، کتاب الفروسیة، ص 98

[9] المقدسی البشاری، احسن التقاسیم، ج 1، ص 70

[10] ابن بلخی، فارس نامه(قاهره: دار الثقافة للنشر،1421ھ/2001ء) ص 190

[11] پلینی، نیچرل ہسٹری، ج7، ص180

[12] محمد بن جریر طبری، جامع البیان فی تاویل آی القرآن (قاهرة: دار هجر، طبع اول: 1422ھ/2001ء) ج 6، ص 75

[13] ابن کثیر، البدایه والنهایه(قاهرة : دارهجر، طبع اول:1417ھ/1420ء) ج 2، ص 89

[14] عبد الله بن مسلم بن قتیبه الدینوری ، المعارف(کراچی: پاک اکیدمی) ص 210

[15] المقدسی، احسن التقاسیم، ج 1، ص 75

[16] ابن حجر، فتح الباری، ج 10، ص 415

[17] یعقوبی، تاریخ یعقوبی، ج 2، ص 155

[18] ابوداود،سنن ابی داؤد، ابواب الجمعة ،باب صلاة العیدین،حدیث 1134

[19] بخاری، صحیح بخاری، کتاب العیدین، باب سنة العیدین،حدیث 952

[20] بخاری، صحیح البخاری، ابواب صدقة الفطر، باب فرض صدقة الفطر،حدیث نمبر: 1432

[21] ابو داؤد،سنن ابی داود،تفریع ابواب الجمعة، باب الخطبة یوم العید، حدیث 1141

[22] مسلم، صحیح مسلم،کتاب صلاة العیدین، باب الرخصة فی اللعب الذی لا معصیة فیه فی ایام العید، حدیث 2062

[23] نسائی،سنن النسائی،کتاب صلاة العیدین،باب ،حدیث 1556

[24] سنن ابی داود، تفریع ابواب الجمعة،باب صلاة العیدین،حدیث نمبر:1134

[25] ایضاً،کتاب الایمان والنذور،باب ما یؤمر به من الوفاء بالنذر،حدیث نمبر3313

[26] صحیح بخاری،کتاب العیدین، باب سنة العیدین لاهل الاسلام،حدیث نمبر952

[27] سنن ترمذی،کتاب الصیام، باب ماجاء فی کراهیة الصوم فی ایام التشریق ،حدیث نمبر773

[28] ابن تیمیه،اقتضاء الصراط المستقیم لمخالفة اصحاب الجحیم، ج:1،ص:435

[29] بیهقی،السنن الکبری،حدیث نمبر18641

[30] ابن القیم،احکام اهل الذمه،ج:3،ص:1159

[31] سورةالفرقان72

[32] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم،ج:6،ص:130

[33] ابن القیم، احکام اهل الذمه، ج:13،ص:1245

[34] سورة الحج27

35 ابن تیمیہ،اقتضاء الصراط المستقیم، ج:1،ص:470
36 ابن القیم،احکام اھل الذمہ،ج:1،ص:441
37 سورۃ المؤمنون109-110
38 ابن کثیر،تفسیر القرآن العظیم، ج:5،ص:499
39 ابن تیمیہ،اقتضاء الصراط المستقیم،ج:1،ص:470